اسلامی جہاد کی حقیقت

(از مولوی عبدالجلیل صاحب بستوی رحمانی مدرس مدرسہ رحمانیہ دہلی)

"جہاد" جس کی حقیقت پر آج ایک مختصر تبصرہ کرنا ہے ایسا پر تاثیر لفظ ہے جس کے سنتے ہی عالم کفر میں ایک تہلکہ مچ جاتا ہے۔ یہی نہیں بلکہ بعض مدعیان اسلام پرستاران مغرب تہذیب یورپ کے شیدائیوں نے بھی اس بات کی کوشش کی کہ مذہب اسلام لفظ جہاد کو بھلا دے حالانکہ جہاد کی پوری حقیقت اور تمام ماہیت محض قتل وقتال جنگ وجدال نہیں جو اس قدر قابل توحش ہو بلکہ اس کے جملہ معانی میں سے ایک معنی "قتال" بھی ہے۔ بطل حریت مجاہد اعظم حافظ ابن تیمیہ کا مقولہ جو اقناع میں ہے اس کے معانی کی پوری تشریح کر دیتا ہے چنانچہ فرماتے ہیں الامر بالجہاد منہ ما یکون بالقلب کالعزم علیہ ومنہ ما یکون باللسان کالدعوۃ الی الاسلام والحجۃ والبیان والرای والتدبیر فی ما فیہ نفع المسلمین وبالبدن ای القتال بنفسہ فیجب الجہاد بغایۃ ما یمکنہ من ہذہ الامور۔ یعنی افعال قلب ولسان، دعوت الی التوحید اور بدنی جنگ وغیرہ سب پر جہاد کا اطلاق ہوتا ہے۔ اسی طرح خواہشات نفسانیہ وساوس شیطانیہ کے مقابلہ کرنے کو بھی جہاد کہا گیا ہے چنانچہ فرمایا گیا المجاہد من جاہد نفسہ فی ذات اللہ۔ یعنی مجاہد وہ شخص ہے جو لوجہ اللہ اپنے نفس سے جہاد کرے۔

مکی زندگی میں جن صعوبتوں اور شدائد کا رہبر اسلام نے مردانہ وار مقابلہ کیا۔ اسے بھی جہاد کہا گیا۔ سورۂ فرقان جو باتفاق ائمہ مکی ہے اس میں لفظ جہاد کا اطلاق اسی پوری استقامت، کمال عزم، کامل ثبات پر ہوا ہے۔ چنانچہ فرمایا گیا فلا تطع الکافرین وجاہدہم بہ جہادا کبیرا (فرقان) یعنی کفار کی اطاعت سے بچئے اور ان کا خوب مقابلہ کیجئے۔ دامن صبر و استقلال ہاتھ سے ہرگز نہ چھوٹے۔ نیز دعوت الی الحق، اظہار حقیقت، امر بالمعروف ونہی عن المنکر کو بھی جہاد کہا گیا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے افضل الجہاد کلمۃ حق عند سلطان جائر۔ جابر وظالم قہرمان بادشاہ کے سامنے اظہار حق ہی جہاد ہے چونکہ اس لفظ کے جمیع استعمالات کا استقصار مقصود نہیں اسلئے اسی پر اکتفا کرتے ہوئے یہ عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ جہاد ایک مشترک لفظ ہے جس کے متعدد معانی ہیں۔ انہی میں سے قتال بھی ہے جو دو قسموں پر منقسم ہے، جارحانہ۔ یعنی کسی پر بلاوجہ حملہ کرنا اور خود جنگ کی ابتدا کرنا اور دوسری مدافعانہ یعنی کسی ظالم کے ظلم اور حملے سے اپنے آپ کو بچانے کی۔

ہمیں آج صرف یہ دکھلانا ہے کہ مذہب اسلام کی ساری جنگیں مدافعانہ تھیں علمبرداران اسلام کا کوئی جنگی مظاہرہ[۵] جارحانہ ہرگز نہ تھا بلکہ اغیار اسلام کی طرف سے جب خفیہ ریشہ دوانیاں شروع ہوئیں تو استیصال فتنہ کی غرض سے اسلام نے بھی مجاہدانہ قدم بڑھایا۔ اباحتہ جنگ اور حکم جہاد کی حقیقی علت حتی تضع[۵] الحرب اوزارہا بتلاتے ہوئے یہ ثابت کر دیا کہ اسلامی جنگ کا اہم ترین مقصد یہ ہے کہ امن عامہ اور صلح وآشتی سے دنیا معمور ہو جائے۔ بدر۔ احد۔ فتح مکہ حنین۔ خیبر۔ طائف یہ تمام اسلامی جنگیں محض دفاعی یا مسلمہ قوانین جنگ کے مطابق انتظام پر مبنی ہیں۔ اولین سازشیں

۵؎ تاکہ جنگی فتنہ انگیزیاں ختم ہو جائیں ۱۲ منہ

کفار کی طرف سے کی گئیں۔ آخرش مسلمانوں کو جنگی کارروائی کرنی پڑی مسئلہ توحید جس کا تعلق فطرۃ ونیچر سے ہے۔ اس اعتقادی مسئلہ میں بھی جب مسلمانوں کی حریت کا خون کیا گیا ۔ تو اس کا نتیجہ ترک وطن اخراج یا ہجرۃ کی صورت میں نمودار ہوا۔ اسی پر بس نہیں بلکہ دعوت الی الحق کے راستے میں ہمیشہ روڑے اٹکاتے رہے۔ اور غریب الوطن مسلمانوں کو اسقدر تنگ کر رکھا تھا کہ مدینے میں بھی چین وآرام کی زندگی گذارنی دشوار ہوگئی۔ چنانچہ انھیں شورشوں کے ماتحت جنگ بدر جو مسلمانوں کی پہلی فاتحانہ جنگ ہے .... واقع ہوئی۔ جس میں رؤسار کفار خاک وخون میں لتھڑے لشکر کفار کا جرنیل ابوجہل بھی قتل کیا گیا اس معرکہ کے متعلق اسلامی شاعر نے کہا تھا ؎

نسیتم ضربنا بقلیب بدر + غداۃ اتاکم الموت العجیل
غداۃ ثوی ابوجھل صریعا + علیہ الطیر حائمۃ یجول
وعتبۃ وابنہ خیر اجمیعا + وشیبۃ عضہ السیف الصقیل

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے محض مدافعت کے لئے میدان جنگ کی طرف قدم بڑھایا۔ میدان مومنوں کے ہاتھ رہا۔ نہتھے مسلمانوں کو دست قدرت نے ایسا غلبہ بخشا کہ ستر کافر مقتول اور ستر اسیر ہوئے چونکہ اسلامی جنگیں بجز اسلام منوانے کیلئے نہ تھیں اسلئے نہایت خفیف فدیوں پر سارے قیدی چھوڑ دیئے گئے۔ یہ ملت بیضا ہی کی نمایاں خصوصیت اور لازم ماہیت ہے کہ بے وجہ دشمنوں کا بھی خون اسلام کی گردن پر نہیں اسی لئے تو کہتا ہوں ؎

بس تنگ نہ کر ناصح ناداں مجھے اتنا + یا چلکے دکھا دے دہن ایسا کمر ایسی

اگر جہاد قتل وقتال کشت وخون ہی کا نام ہوتا تو بدری قیدیوں کے خون سے مسلمانوں کی تلواریں رنگیں نظر آتیں اگر اسلامی جنگ مدنی جنگ ہوتی یعنی محض ممالک کی تسخیر کیلئے تو پھر ہر کافر خواہ میدان جنگ میں مقابلہ کیلئے آئے یا نہ آئے یوں ہی مجرم اور قابل قتل وغارت سمجھا جائے گا جس طرح . . . طرابلس کی مدنی جنگ میں جنرل کینوا نے سمجھا تھا مسلمانوں کے خطی نیزے اور ہندی تلواریں ہر مسیحی بڈھے اور ضعیف زن وفرزند کو ہرگز قابل عفونہ جانیں گی جس طرح اٹلی کے مدعیان تہذیب وتمدن نے طرابلس میں کیا تھا یہ اگر مدنی جنگ ہو تو مسیحی مقتولین کے ساتھ ویساہی وحشیانہ برتاؤ کیا جائیگا ان کی بوٹیاں اسی طرح اڑائی جائینگی جس طرح معرکہ روم وروس میں ترکوں کی اڑائی گئیں اسلئے ہمارا قول ہے کہ ہماری جنگ ایک دینی جنگ ہے جو قوانین شرع کے ماتحت ہے جس کی وجہ سے ظلم وتعدی عدوان وسرکشی کو چھوڑ کر لا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین۔ جیسے سنہرے اصول کے ماتحت عمل پیرا ہونا پڑتا ہے اسلام جیسے صلح جو امن پسند مذہب کا وجود یقیناً دعوت وحدت کا پیغام ہے۔ اسلام نے میدان کارزار میں بھی صلح وآشتی کو ہاتھ سے نہ جانے دیا اور یہ اصول مقرر کیا کہ فریق کو اولاً اسلام کی دعوت دیجائے اور اپنا اسلامی بھائی بنانے کی کوشش کی جائے اگر اسے منظور نہ کرے تو کہا جائے اپنے مذہب پر رہ کر ہماری حکومت تسلیم کرلے۔ اگر دونوں شقوں میں کوئی شق اختیار کرلی گئی تو پھر تمام جنگوں اور خونریز لڑائیوں کا خاتمہ ہو جائیگا۔ تواریخ اسلام میں بہت سے ایسے واقعات ملتے ہیں دشمن سے دشمن مدمقابل نے جب اسلام یا حکومت قبول کرلیا تو میدان کارزار میں اتفاق واتحاد کی لہر دوڑ گئی۔

خیر القرون میں ایرانیوں سے جب صحابہ کرام کی جنگ چھڑی تو غازیانِ اسلام نے متواتر تین یوم تک تلوار نہیں اٹھائی۔ سلمان فارسیؓ برابر سمجھاتے رہے کہ اسلام یا ماتحتی قبول کرلو نہیں دیکھتے ہیں بھی ایک فارسی النسل ہوں مجھے اتنے حقوق حاصل ہیں کہ عرب کی ایک بڑی جمعیت میرے زیر اثر ہے تمہیں بھی یہی حقوق حاصل ہوں گے۔

ہم فیصلہ قارئین پر ہی چھوڑتے ہیں آیا یہ جنگیں جارحانہ تھیں یا مدافعانہ۔ البتہ یہ چیز ہمارے دماغ میں نہیں آتی قوۃ مدرکہ کام نہیں دیتی کہ اگر جہاد محض قتل وقتال ہی کا نام ہوتا خونریزی ہی مقصود ہوتی تو پھر مجاہدین اسلام نے بدر کے ستر قیدی کو، تنعیم کے اسی جنگجو، غزوۂ حنین کے چھ ہزار آدمیوں، غزوہ بنی المطلق کے سو سپاہیوں کے خون سے اپنی تلواروں کو کیوں نہیں رنگین کیا اور اس جہاد جیسے دینی فریضہ سے کیوں غافل رہے۔ قرن اول اور عہد رسالت ہی میں یہ دینی تساہل و تکاہل؟ ہر منصف مزاج یہ کہہ اٹھیگا نہیں نہیں جہاد اسلامی کی پوری حقیقت اور تمام ماہیت یہ نہیں جو یورپ نے سمجھا بلکہ یہ جنگ ایسی جنگ ہے جس کا اصلی مقصد موجودہ قانون جنگ کے مطابق بدلہ لینا یا مدافعت ہے۔

بدر جس کا تذکرہ اوپر ہو چکا ہے اس میں کفار قریش کے ساتھ مختلف قبائل تخریب اسلام کے لئے شریک فوج ہو کر مدینہ پر چڑھ آئے تھے۔ سراقہ بن مالک المدلجی الکنانی بنو المصطلق اور الاحابیش نے عملی طور پر شرکت جنگ سے کفار مکہ کو زبردست تقویت پہنچائی الاحابیش اور بنو المصطلق جس کے ماتحت بہت سے قبائل ہیں اگر عساکر اسلامیہ نے ان کے مختلف بطون کے سرحدی علاقوں پر جنگی مظاہرہ کیا تو کیا یہ جارحانہ جنگ ہوگی۔

بدر کے بعد غزوۂ احد جس میں مسلمانوں کا بیشمار جانی نقصان ہوا اس معرکہ میں بھی کفار قریش محض ایکہزار تھے بقیہ دو ہزار انہی قبائل سے تھے جو الیاس بن مضر کی نسل سے ہیں۔ چنانچہ امام علی بن برہان الدین حلبی نے بنی المصطلق اور بنی ہون بن خزیمہ کو غزوۂ احد میں شریک بتلایا ہے۔ نیز دیگر کتب میں احابیش اور ثقیف کی شرکت کی بھی تصریح ہے۔ اس تشریح کے بعد ہر مورخ یہ رائے قائم کرسکتا ہے کہ اہل اسلام کا ان بطون وقبائل کے ساتھ جنگی برتاؤ کرنا مسلمہ قوانین عرب کی اقتدار میں تقاضے سے قطعاً جنگ جارحانہ نہیں کہا جاسکتا۔ غزوۂ احد کے بعد کفار کا عظیم الشان اجتماع اور قریش مکہ کی زبردست یورش غزوۂ خندق یا احزاب کی صورت میں نمودار ہوئی۔ مسلمانوں کیلئے وقت کا نہایت روح فرسا منظر تھا یہودیوں کی اندرونی سازش سے مسلمان تنگ تھے لشکر کفار کی گھنگھور گھٹا افق یثرب کو ڈھانکے ہوئے تھے۔ مندرجہ ذیل قبائل اس جنگ میں عملی طور پر شامل تھے۔ قریش بنو سلیم بنو اسد بنو اشجع بنو مرہ بنو غطفان بنو عبس۔ بنو ذبیان بنو العشرار بنو سعد بنو حشرار بنو شجع بنو حجاش بنو فزارہ قبیلہ ہوازن یہود خیبر وغیرہ اس تحقیق کے بعد روز روشن کی طرح واضح ہوجاتا ہے کہ بعض قبائل سے شریر افراد کی گرفتاری یا ان مختلف قبائل کے سرحدی علاقوں پر جنگی مظاہرے کے کیا اسباب وعلل تھے۔

نیز طائف، معرکۂ حنین، فتح مکہ، جنگ احد و خیبر...... کے بھی اسباب واضح ہوجاتے ہیں یعنی یہ وہی لوگ تھے جو خندق و بدر میں جمع ہو کر متحدہ قوۃ کے ساتھ آئے تھے۔ لہذا ہم دعوی سے کہہ سکتے ہیں کہ مسلمانوں کی کوئی لڑائی جارحانہ نہ تھی بلکہ دشمنوں کے بار بار حملہ سے تنگ آکر مسلمانوں نے مقابلہ کرنا شروع کیا۔

علماء کرام نے قائد اسلام اور فداکاران اسلام کی جمیع نقل وحرکت سرایا اور غزوات پر تقسیم کیا ہے جو تقریباً بیاسی [۸۲]

کی تعداد دس تھیں یہ ہشت سالہ واقعات ہیں جو عہد رسالت میں واقع ہوئے - فلسفہ تاریخ کا خون کرنا ہوگا اگر ان تمام واقعات کو خونی ڈرامہ سمجھا جائے - سریہ رجیع جس میں دس مبلغین میں سے آٹھ کو قتل اور دو کو بیچ ڈالا گیا - سریہ ذی القصہ جس میں دس واعظین میں سے نو شہید اور ایک کو زخم کاری لگا - سریہ بیر معونہ جس میں ستر اسلام کے شیدائی ہدف تیر و تفنگ بنے یہ سب ایسے واقعات ہیں جو محض دعوت الی التوحید کے جرم میں واقع ہوئے ؎

مکش تیغ ستم و اہمال ملت را ✣ نہ کردہ اند بجز پاس حق گناہ دگر

نیز غزوہ حدیبیہ و دان - بواط - سریہ دومتہ الجندل - سریہ ابو قتادہ - سیف البحر - سریہ نخلہ - غزوہ ذی امر - غزوہ بنو لحیان - ذوالعشیر یہ تمام ایسے واقعات ہیں جن کے بنا پر ہم وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ مسلمانوں کا ہر سفر ان کی تمام نقل و حرکت قتل و قتال کشت و خون ہی پر مبنی نہیں ارخا رعنان کے طور پر اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ مسلمانوں کے بیاسی غزوات و سرایا سب جارحانہ اور آغاز جنگ یا تعدی و عدوان سب کچھ مسلمانوں ہی کی طرف سے تھا جب بھی نقصانات جنگ کی تحقیق کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ فریقین کے تمام قیدی صرف چھ ہزار پانچ سو پینسٹھ ہیں - جن میں سے مسلمان صرف ایک ہے اور یہ بات بھی ثابت ہو چکی ہے کہ قیدیوں میں سے ۶۳۴۷ قیدی سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست شفقت سے رہا کر دیئے گئے - طرفین کا جانی نقصان بھی صرف ۱۰۱۸ ہے جزیرۃ العرب کی وسعت مقتولین اور اسیروں کی تعداد ہمیں صاف بتلاتی ہیں کہ یہ جنگ ایسی عالمگیر جنگ نہیں جس میں مسلمانوں کے سر پر جنگی بھوت سوار ہو رہا ہو برخلاف اس کے متمدن دنیا کو دیکھو ان کی مہذبانہ جنگوں پر نظر غائر ڈالو - انگلستان کی حرب عظیم کو سامنے رکھو لاکھوں یتیم بچے بلکتے سسکتے اور لاکھوں بیوائیں سوگوار نظر آ رہی ہیں یہ وہ جنگ عظیم ہے جس میں جنگ کا آتشیں مادہ پھٹ کر دنیا کے لئے خطرہ بے امان بنا ہوا تھا -

مہابھارت کی لڑائیاں دیکھو کروڑوں فرزندان آدم بکریوں کی طرح ذبح کیے گئے - تین لاکھ چالیس ہزار مسیحیوں کو صرف دولت سپین نے قتل کیا - ان میں سے ۳۲ ہزار نفوس کو زندہ نذر آتش کر دیا تھا ایک کروڑ بیس لاکھ مسیحی خود عیسائیوں کے ہاتھ سے محکمہ دینی میں قتل کیے گئے جنگ عظیم کے جانی نقصانات کی تعداد از ۱۹۱۴ء تا ۱۹۱۸ء مندرج ذیل بتلائی گئی ہے - روس ۱۷ لاکھ - جرمنی ۱۶ لاکھ فرانس ۱۳ لاکھ ستر ہزار اٹلی چار لاکھ ساٹھ ہزار آسٹریا ۸ لاکھ برطانیہ ۷ لاکھ ۶ ہزار ٹرکی دو لاکھ پچاس ہزار بلجیم ایک لاکھ دو ہزار بلغاریہ ایک لاکھ رومانیہ ایک لاکھ سرویا رمانٹی نیگرو ایک لاکھ امریکہ پچاس ہزار

ان خونی افسانوں کو سنکر ہمیں سخت حیرت ہوتی ہے کہ آج اغیار اسلام ان واقعات کو دیدہ دانستہ چھوڑ کر اسلام کے دینی جہاد پر کیوں اعتراض کرتے ہیں ؎

ان کنت لا تدری فتلک مصیبۃ
وان کنت تدری فالمصیبۃ اعظم

✣

؎ رحمۃ للعالمین ج ۲ ص حاشیہ ۱۲ منہ